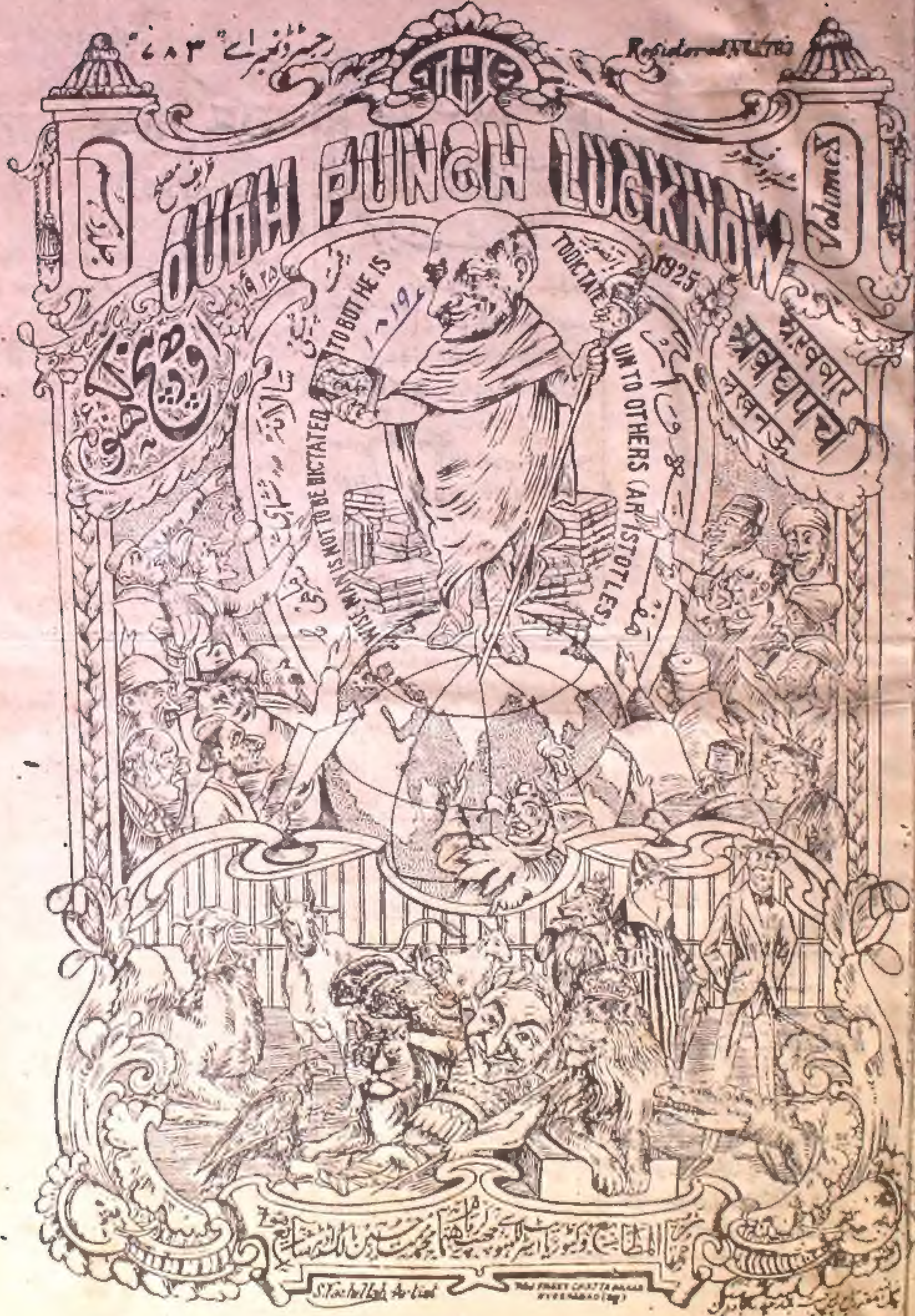

THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)

جلد ۱۰ نمبر ۵۰

مضامینِ غیب

مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۵ء

سنہ ۲۵ء اور سنہ ۲۶ء کے جزر و مد کے منتشر خیالات

(انگلستان کے مشہور شاعر سودی (SOUTHY) نے آبشار لوڈور (LODORE WATER FALL) کی روانی کو کثرت مصادر سے فوارہ بنا کر اچھالا تھا تو جنت آرامگاہ حضرت اکبر الہ آبادی نے اسکے بعد کو اردو افعال کا جھرنا بنا کر بہایا۔ پھر ہمارے عظیم آبادی دوست خلد آشیاں حضرت شہباز بلند پرواز کی طبیعت لڑی تو اسکو اپنے فلسفیانہ خیالات سے رود آتشہ بنا کر اودھ پنچ کے کالموں کو سیراب کیا۔ اب خیر سے ان افعال کے تموج سے آتشہ ہو کر منتشر خیالات کی صورت میں پیشکش ہوتے ہیں)

چلا سنہ ۲۵ء اس جہاں سے چلا
ہنستا منکتا بجھتا ہوا
روانہ ہنستا ہوا ملک کو
گھٹتا ہوا ستاتا ہوا ملاتا ہوا
کہیں ایک سوسائٹی بیچ میں
دباتا ہوا ہنستا ہوا پھنستا ہوا
بڑھاتا ہوا بڑھاتا ہوا لڑنے کو
فرانسیسیوں کو ہٹاتا ہوا
ڈراتا ہوا آرڈیننس سے
ستاتا جلاتا ہوا رٹاتا ہوا
ڈوبتا ہوا دولت بنتیا
کہیں آگ سے گھر جلاتا ہوا
ڈراتا ہوا شاہ ایراں کو
رضا کو بڑھاتا ہنستا ہوا
بناتا ہوا قصر شاہی کہیں
کہیں قبہ ڈھاتا گراتا ہوا
وکیل آتا ہوا شکستگی روز تو
کہیں نظم عظیم گاتا ہوا
جلاتا ہوا رنگ شدھی کہیں
کہیں تیغ تبلیغ لاتا ہوا
سکتا ہوا شہاں لیگ کو
وہ موسل سے ڈنکا بجاتا ہوا
دکھاتا ہوا ترک کو تیوریاں
کسی گھر میں شادی رچاتا ہوا
مٹاتا ہوا ماں کو بیلجیئم کو
جو بجلی کی دھوم میں بچاتا ہوا
جلاتا ہوا اور عرب و شمال
کہیں بہت بدل دکھاتا ہوا
بڑھاتا ہوا بارشوں میں شفق
ہرا کے بہت سبزہ اگاتا ہوا
جلاتا ہوا دھوپ اک جا
سنہرا کالی گھٹا لاتا ہوا

ٹھٹھرتا ہوا سردیوں میں کہیں
کہیں شال و کمبل اڑھاتا ہوا
ہوتا ہوا پنکھیاں رات دن
پسینوں سے دھلتا نہاتا ہوا
تپاتا تڑپاتا ہوا پیاس سے
کہیں برف سوڈا پلاتا ہوا
بڑھاتا ہوا دوستی کو کہیں
کسی سے کھٹاتا جھگڑتا ہوا
بدلتا ہوا رنگ گرگٹ کی طرح
چلا آخرش دم دباتا ہوا

مبارک اب آتا ہے چھبیس سن
سنکتا ہوا مسکراتا ہوا

گرم دھم کر دم دھم سناتا ہوا
وہ آتا ہے ہنستا ہنساتا ہوا
بچے کی بناتا ستاتا ہوا
خوشی سے وہ تالیاں بجاتا ہوا
عرب میں نیا رنگ لاتا ہوا
امام حسین کو بلاتا ہوا
دلوں میں بڑھاتا ہوا ولولے
ہنساتا امیدیں لاتا ہوا
بجاتا ہوا دھوم نوروز کی
خوشی کا ترانہ سناتا ہوا
بجاتا ہوا مسلموں ڈھول کا
بجاتا نچاتا کودتا ہوا
سوشٹ کو ملاتا ہوا ترک سے
اور یورپ سے آنکھیں لڑاتا ہوا
ہوا آگے دنیا پہ سایہ فگن
ظرافت کا نغمہ سناتا ہوا

راقم ...

مولانا سید ... (ارجمند پور، پٹنہ)
نظم بھی ادب لطیف کا نمونہ ہے ... چ

مشغلہ سلطانی

خدا بخشے مرحوم واجد علی شاہ نے اپنے ابتدائی عہد میں ایک صندوقچہ ایجاد کیا تھا یہ صندوقچہ سواری کے وقت نشان کے ہاتھی کے آگے رہتا تھا اور دیگر اوقات میں در دولت کے سامنے لٹکا دیا جاتا تھا اس صندوقچہ میں ایسی رعایا کی عرضیاں ڈال دی جایا کرتی تھیں جن کی پہونچ بادشاہ تک نہیں ہوتی تھی۔ دن اور رات کے وقت کئی مرتبہ صندوقچہ کا جائزہ خود سلطان عالم لیتے تھے۔ ان عرضیوں میں ظلم رسیدہ زن و مرد اپنے اپنے شکایات لکھتے تھے۔ رشوت خواروں کے مظالم لکھے جاتے تھے مفلسوں نادہندوں کی رام کہانیاں ہوتی تھیں۔ اور ان تمام امور کو تفتیش طور پر بادشاہ خود طے کرتے تھے۔ الغرض صندوقچہ تھا اچھا خاصہ چغل خور تھا۔ اب سنتے ہیں کہ ہمارے پرانے دوست سردار رضا خاں حال

شاہنشاہ ایران نے بھی ایک ایسا ہی صندوقچہ ایجاد کیا ہے کہ جہاں کہیں ڈاک کا سلسلہ ہو وہاں لٹکا دیا جائے اور جب کسی کو اپنے شہر یا قصبے کے حاکم سے کوئی صدمہ پہونچے بے کھٹکے اس صندوقچہ میں عرضی لکھ کے ڈال دے۔ ان عرضیوں پر ڈاک کے ٹکٹ لگانے کی بھی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی شخص ان تحریرات کے بھیجنے میں مزاحمت کرے گا یا ان صندوقچوں کو کھولے گا تو وہ سزا کا مستوجب ہوگا۔

ایشیا میں طرز عدل و داد کا یہ پہلا نمونہ ہرگز نہیں ہے۔ جب قوانین تھوڑے تھے آرزوئیں کم تھیں۔ تمدن سمٹا سمٹا یا کسی کونے کھدرے میں پڑا تھا اس وقت نوشیرواں نے در دولت پر ایک سرخی سی طلائی زنجیر لٹکائی تھی جسکا بالائی سرا بظاہر بام شاہی سے متصل تھا مگر بباطن شاہنشاہی دل کے لنگر سے ملا ہوا تھا۔ ادھر زنجیر کھڑکی ادھر شاہی دل ہلا۔ کہ دیکھیے پکڑ کر لا کیا دکھائی کیا سنوائی ہے۔

ریل تھی نہیں۔ تار تھا نہیں۔ سیکڑوں کوس سے دور و رسیدہ مظلوم پیادہ آتے اور زنجیر ہلاتے تھے۔ بادشاہ کے آرام میں یہ کھڑکھڑاہٹ کھنڈت ڈالتی تھی۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ زنجیر ہلانے والے سے پوچھ گچھ کرے۔ بادشاہ خود جھروکے سے اپنا سر نکال کے نام نشان پوچھتا اور سامنے طلب کرتا تھا۔

یہ مشغلہ اُن سلاطین کا تھا جنکے مظالم اور عیش پرستی کا افسانہ آج ہر تاریخ کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ مگر دیدنی ہے اُن سلاطین یا نوابین کا حال جو عدل و داد کے رنگ

لاتے اور پڑنے طور پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ دلکا شغل یہ ہے کہ اگر کسی مظلوم کو اپنے کمشنر کی شکایت کرنی مقصود ہے تو اسکی عرضی بھی گورنر صاحب کی خدمت میں کمشنر کی وساطت کے بغیر قبول سے محروم رہتی ہے۔ رشوت خواری کا دور یاں سے رہا ہے۔ تمال کھلے خزانے کو رے اسٹر ے سے چندیا مونڈتے ہیں مگر اس خوف سے کہ کہیں الٹی آنتیں گلے نہ پڑیں رشوت دینے والا جھک مار کے جیب خالی کر دیتا ہے۔ اس رشوت کا نام حق ہے اور رشوت خوار کا نام حقدار۔ ان حقداروں میں ادنیٰ چپراسی بھی ہیں اور بڑی بڑی تنخواہ والے حاکم بھی۔ انصاف کا یہ حکم مقرر ہے کہ نام لیتے ہی بدن میں لرزہ پڑ جاتا ہے۔ وہ عرضیاں رجسٹری کراؤ مگر اسوجہ سے واپس ہوتی ہیں کہ بے ضابطہ ہیں۔ ضابطہ کیا ہے؟ یہی کہ جسکی شکایت ہے اسی کی وساطت سے عرضی آنا چاہیے۔ ملک کے اعلیٰ حاکم صاحب کا شغل یہ ہے کہ بڑے بڑے رئیسوں کے یہاں دعوتیں اڑائیں۔ کلب میں لیڈیوں کے ساتھ ناچیں۔ گھوڑدوڑ میں بازیاں لگائیں۔ غریب فریادی کی صورت کبھی نہ دیکھیں۔ باقاعدہ عرضیوں پر بھی اسی وقت توجہ ہوگی جب ماتحت صیغہ توجہ کی سفارش کرے۔ کونسلوں میں کسی مظلوم کے نسبت سوال ہوا تو کیا معقول جواب ملتا ہے۔

سوال۔ کیا گورنمنٹ واقف ہے؟ کہ ضلع ادھم نگر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بیرا کو محض اتنی سی خطا پر کہ لیمپ کی چمنی صاف نہ تھی گولی مار دی۔ بیرا غریب ہمیشہ کے واسطے لنگڑا ہو گیا۔

جواب۔ گورنمنٹ اسیقدر واقف ہے جتنا کہ سوپر ممبر صاحب آگاہ ہیں لیکن یہ مقدمہ اسوجہ سے داخل دفتر کر دیا گیا ہے کہ بیرا نے اپنی غلطی تسلیم کر لی ہے اسکا بیان ہے کہ بنگلہ میں نے چمنی صاف نہیں کی تھی کمرے میں اندھیرا تھا۔ صاحب نے بندوق اس لیے سر کی تھی کہ اجالا ہو جائے بیری قسمت میں تھی ہونا تھا اتفاقیہ خطا کر گئی۔

سوال: کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بتائے گی کہ شہر انصاف پور کے جج نے مرزا غفور کے بیٹے کے چلتے ہوئے اونٹ کو رد کر دیا دم کے نائرین گھر اسکا اپنا کام ہے پر شیوب بربست ہو گیا؟

جواب۔ اول تو ایسی فضول باتوں سے حکومت کو آگاہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ دوسرے حکومت واقف ہے تو بتائے گی نہیں۔ تیسرے کیا آنریبل ممبر نے اخبار ملت بگاڑ کا وہ نمبر نہیں ملاحظہ فرمایا جسمیں ڈاکٹر عزرائیل نے ایک جدید مرض کا حال لکھا ہے۔ یہ مرض اکثر ڈرائیوروں کو ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے آقا سے گستاخیاں کرتے ہیں۔ یہ گستاخیاں فوراً ایک موٹر کی شکل اختیار کر لیتی ہیں جس سے اندرونی حصہ کے تمام بھرے ہوئے ٹائر نما حصے خود بخود پھٹ جاتے ہیں۔

سوال۔ مسٹر گپ شپ بیگ خاں نے حسب ذیل سوالات پیش کیے:۔

کیا گورنمنٹ اس واقعہ سے واقف ہے کہ گورنر مقام دھر پکڑ آباد نے حال ہی میں ایک عظیم الشان گرم جوش جیبیر رئیس سے محض اس جرم میں رشوت لی ہے کہ رئیس مذکور سے اور اسکی بیگم سے نا چاقی تھی رئیس مذکور خلاف اسکے بیگم کا منہ چومنے بڑھا۔ بیگم نے ہٹو بچا دیا کہ دو دو ناک پر یہ مرد دانتوں سے چوٹ کرتا ہے۔ گورنر نے



خبر پاتے ہی بچھیرہ زن میں پردہ باز ڈالا اور جرم بینی بیرون از وزنداں " کی دھمکی دے کر بیچارے کی ناک رشوت کے ٹکٹے جاتو سے پونچھ لی۔

اگر گورنمنٹ واقف ہے تو کیا وہ براہ عنایت بتائیگی:

(۱) کہ اس محاربہ بینی و دنداں میں کوتوال کو دخل دینے کی وجہ کیا تھی۔ (۲) اختلاط میں ناک بوسہ کی زد سے مستثنیٰ ہے یا نہیں (۳) اگر ہے تو یہ قانون کب پاس ہوا۔ (۴) اور اگر نہیں ہے تو کیا گورنمنٹ آمادہ ہے کہ خلوت زن و شو کے متعلق ایک عام قانون جو نہایت موثر ہو بنائے جانے کی اجازت دے۔

(۵) اور یہ بھی طے کر دیا جائے کہ آئندہ کوئی دانت والا شوہر تخلیہ میں بیوی کے قریب جانے کا مجاز ہوگا یا نہیں۔

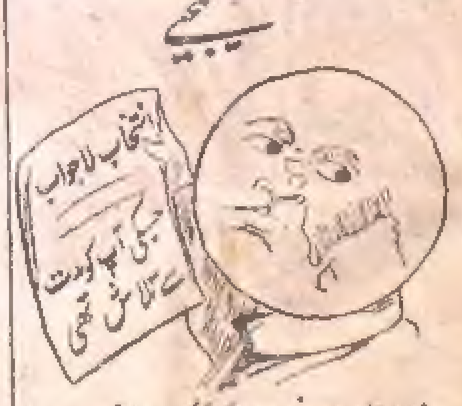
جواب۔ آنریبل ممبر کو معلوم ہونا چاہیے کہ گورنمنٹ واقعہ مذکورہ کی تحقیقات کر چکی ہے جواب حسب ذیل ہے:

(۱) کوتوال نے بہت ہوشیاری کی ورنہ مفت ایک معزز خاتون کی ناک بندر ہوئے عروسی کی ہو جاتی۔ پولیس کا فرض ہے کہ مخوفی جرائم کا انسداد کرے۔

(۲) جواب اثبات میں ہے بشرطیکہ پہلے سے کوئی معاہدہ درمیان زوجہ و شوہر نہ ہو گیا ہو (۳) جواب مفصل آنریبل ممبر قانونی دیں گے (۴) چونکہ یہ واقعہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے لہذا ابھی گورنمنٹ صحیح رائے قائم نہیں کر سکتی۔ (۵) مناسب ہوگا کہ آئندہ ایسے خطرناک بوسے کے انسداد کے واسطے ستم رسیدگان زوجہ صلوات اللہ علیہا قبل نیت ما احرام خلوت پولیس اسٹیشن پر اپنے دانت امانت رکھوا دیا کریں۔ جس طرح کچہریوں میں داخل ہونے والے دیہاتیوں سے جوتا اور لٹھ باہر رکھوائے جاتے ہیں اور واپس ہونے کے وقت انکی امانت انھیں کے سپرد کر دی جاتی ہے اسی طرح دانت واپس کیے جائینگے۔ تا ہنگام وضع قانون ایک سرکلر جاری کر دیا جائے کہ پولیس پرانے اور نئے بیاہے مردوں کے دانتوں کا جائزہ لیتی رہے۔ امید ہے کہ آنریبل ممبر اس انتظام سے محفوظ و مطمئن ہو جائیں گے۔

الغرض تہذیب الوقت (سولیزیشن) نے مشغلہ سلطانی اور زنجیر عدالت کے ایسے عمدہ قائم مقام تجویز کیے ہیں جو نواجد علی شاہ کو بائیں تعیش سے بچے اور نہ شاہ ایران نوشیروان عادل کے ذہن میں آئے تھے۔ تاریخی ہے کہ ڈاک بھی ہے تفتیش جرائم کا محکمہ بھی ہے۔ اسٹنٹ لے محکموں سے زیادہ حاکموں کی کرسیاں ہیں بال کی کھال نکالی جاتی ہے۔ وکیلوں کو زبان کھولنے کی آزادی بھی ہے۔ انصاف کی قیمت بھی بھرپور مٹھی وصول کی جاتی ہے باز پرس کا دروازہ بھی بند نہیں۔ پھر بھی مظلوم کی کچہری جانے نانی مرتی ہے۔ ایسے ظلم اٹھانے پڑتے ہیں کہ انصاف و عدل کی محبت بھول جاتی ہے۔ یہ طرز حکومت ایشیا کے باپ کو بھی نہ سوجھا تھا کہ رعایا کے ساتھ ساتھ ظلم کرنے کے قوانین بھی ایجاد کر لیے جائیں۔ آج کیا ہے قانون تحفظ ہند پاس ہوتا ہے کل بنگال آرڈیننس کا دور دورہ ہے۔ حکام ہر وقت آزاد ہیں محکوم ہر سمت گرفتار ہیں۔ حکام کی بے ضابطگی سہی نہیں محکوم دو حرف کھول نہیں سکتے۔ " باز ہا بظلم " پر اساس حکومت قائم ہے لوگ سینے پر ہاتھ رکھ کے کہتے ہیں۔ ہائے واجد علی شاہ پیا۔ تم نہیں ناچتے تھے صحن کلک میں عدالت ناچتی تھی اب تو دنیا ناچتی ہے۔

لیجیے



ہندوستان میں اس سے بہتر کوئی اردو رسالہ نہیں ہے جس میں ہر ہفتے بیسیوں انعامی مقابلے چھپتے ہیں۔ پچیس سال سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے سالانہ قیمت چھ روپیہ نمونہ مفت طلب فرمائیں۔

مگر سوائے پیشگی قیمت یا اجازت وی پی کے رسالہ جاری نہ کیا جائے گا

منیجر انتخاب لاجواب لاہور

جوانمردی کا بکس

اسمیں اگرچہ دیگر اشتہاری حکیموں کے دواؤں کے مثل معجزہ کرامات نہیں ہے کہ آپ اپنی اتھی و شیر کو پچھاڑنے اور لڑکر روکنے کی گپ پوری کر سکے۔ لیکن آپ کی تمام شکایات اس سے ضرور دور ہو جائیں گی۔ اسمیں دوا حب کی گولیاں ایک شیشی طلا اور ایک استراشال ہے جس کے ذریعہ ایک عجیب ڈھنگ پر نامردی کا علاج ہوتا ہے۔ کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ طلے کے استعمال پر پان وپٹی باندھنے کا بھی کھڑاگ نہیں ہے لیکن یہ بکس ان ہی کو ملتا ہے جو ایک ماہ صحبت سے پرہیز رکھکر استعمال کرنے کا ایمانی وعدہ بھیجدیں جو ایسا نہیں کر سکتے انکے آرڈر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیے جاتے ہیں لہذا ایمانی وعدہ کے ساتھ آرڈر کریں مکمل بکس پانچ روپیہ پیشگی بھیجدینے سے مع آمد خرچ معاف۔ غریبوں سے صرف (چار روپیہ) پیشگی حوالہ اخبار ضرور دیں۔

پتہ:- رسائن گھر شاہجہانپور

صلائے عام

نمائش فنون لطیفہ و یوپی پراونشل میوزک کانفرنس

کا افتتاح بمقام خیرآباد (اودھ) ۲۰ جنوری سے ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء تک ہوگا۔ آلات موسیقی فروخت کرنے والوں اور علاوہ سنگ تراش اور مصوروں کو اپنے ہنر کی نمائش کا موقع خود فراہم کرنا لائیں اور کانفرنس کی زینت بڑھائیں۔ جگہ اور قیام اور دیگر ضروری امور کے متعلق آنریری سکریٹری نمائش یوپی پراونشل میوزک کانفرنس خیرآباد (اودھ) سے یکم جنوری تک خط و کتابت کرنی چاہیے۔

نوٹس: یوپی پراونشل میوزک کانفرنس و نمائش آلات موسیقی و نمونہ جات مصوری و سنگ تراشی ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء سے ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء تک کھلی رہے گی۔ مہمانوں کے واسطے قیام طعام وغیرہ کا انتظام وسیع پیمانہ پر کیا گیا ہے۔ شرکت کرنے والے صاحبان مذکورہ بالا پتہ پر یکم جنوری تک خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

المشتہر:- ٹھاکر ہیشوری پرشاد آنریری جنرل سکریٹری خیرآباد (اودھ)

دکھائی نہیں دیتا کہ گھروں میں صاحب بہادر میم صاحب
کا ہاتھ پکڑ کے بکرکو کی گت ناچتے ہیں۔ ۔۔۔ اور تھ بتا ۔
۔ پھر سنائی دیتے ہیں۔ کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ ایشیا
کی طبیعت یورپ سے لگا نہیں کھاتی مشرق و مغرب دونوں
یورپ سے مخالف ہیں۔
ضرورت ہے ایک شغلِ سلطانی کی۔
کیوں دوست ریڈنگ سے کچھ ہمت؟ چلتے چلاتے کچھ تو
یادگار چھوڑ جاؤ۔
راقم

مستقل

تقابل عزل

خدا نہ کرے کہ بھبھوے خود غرض خوشامدی کاسہ لیس
دل چلے تملق صفت ہری چگ شریف کیسی بھلے مانس کے
گرد و پیش جمع ہوں۔ واللہ اچھے بھلے آدمی کو پاگل
بنا دیتے ہیں۔
"اے خداوند حضور تو باعث ایجاد عالم و آدم ہیں۔
حُسن میں یوسف عقل میں لقمان شجاعت میں رستم سخاوت
میں حاتم عدالت میں نوشیرواں حکمت میں افلاطون حضور
کا مقابلہ نہیں کر سکتے" یہ آوازیں جب شخص کے کان میں
ہر وقت آتی رہیں اُسکا جیتا ٹھکانے نہیں رہ سکتا۔
مرحوم واجد علی شاہ واقعی حسین آدمی تھے کبھی کبھی
اُنھیں اپنی آدمیت کا احساس بھی ہوتا تھا چنانچہ ایک
شاعر نے اپنے قصیدے میں اُنھیں باعتبار حسن و جمال
یوسف سے بڑھا دیا بادشاہ کو غصہ آیا بعض مولوی حاضر
دربار تھے اُن سے مخاطب ہو کے فرمایا اس شاعر پر حد
جاری کرنی چاہیے۔ حضرت یوسف خدا کے برگزیدہ نبی
تھے حسن و جمال خدا نے اپنے معجزے کے طور پر اُنھیں عنایت
فرمایا تھا۔ یہ شخص مجھے اُن پر ترجیح دیتا ہے۔
مگر واہ رے مولانا۔ جھٹ سے بائبل اور دیگر کتب کا
حوالہ دیا کہ حضرت یوسف کا قد اسّی انچ اور ایک بالشت کا
تھا سینہ پچاس انچ کا چوڑا تھا۔ یہ تھا وہ تھا۔ وہ اپنے
زمانے کے حسین تھے حضور ہمارے زمانے کے یوسف ہیں۔
چلیے وہ انسانیت کا خیال جو بادشاہ کے دل میں ایک
لمحہ کے لیے پیدا ہوا تھا آدمی کی طرح آیا اور پانی
کی طرح نکل گیا۔ مولانا کا وجود مقدس ہدایت
کے واسطے تھا مگر ضلالت کا ہادی بنا تھوڑی دیر
بھی آدمی نہ رہنے دیا۔
مرحوم بادشاہ شجاع بھی تھے۔ کلکتہ میں اُنھوں
نے جانور خانہ بنایا تھا۔ شیر پالے تھے۔ دو مرتبہ
جنگلی کٹہرے سے نکل بھاگے اور دونوں مرتبہ یکہ
و تنہا بغیر تلوار و بندوق کے خود گئے اور شیر گرفتار
کیا۔ حالانکہ بنگال کی ہوا نے پچھلے دھڑ کا فالج گرا دیا
تھا لنگڑے کے باعث چلنا دوبھر تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ
یہ انسانیت معزول ہونے کے بعد عود کر آئی تھی ورنہ عہد
سلطنت میں تو خوشامدی وزیروں کی بدولت طبیعی قوتیں
اور اخلاقی ناموس کے قتل کا حکم صادر ہو چکا تھا۔ عزل سے
ایک ماہ پیشتر شاہان دنیا کے دشمن خلائق کے ٹھیکیدار
عالیجناب ریزیڈنٹ صاحب بہادر نے نوٹس دے دیا تھا کہ حضور
سنبھالیے ورنہ بستر اٹھانا پڑے گا کرنل ریزیڈنٹ نے یہ نوٹس
دربار میں رکھا۔ بادشاہ نے سُن گُن پائی اور وزیر صاحب
سے پوچھ گچھ کی تو وزیر صاحب نے فوراً خوشامد شروع کی کیا
اے قبلۂ عالم جھوٹ۔ خدا کی قسم جھوٹ۔ کون
کہتا ہے کہ سرکار انگلشیہ حضور سے ناراض ہے۔
سرکار انگلشیہ کا مثیل و نظیر عدل و نصفت رحم و
کرم میں ڈھونڈنے سے نہیں مل سکتا۔ کل غلام زادہ
سے اور ریزیڈنٹ صاحب بہادر سے دیر تک گفتگو
رہی وہ کہتے تھے کہ اب ہم کانپور۔ گورکھپور بنارس
اور دوسرے اضلاع جو ایک بادشاہ کی رحلت
اور دوسرے کی ہنگامۂ جانشینی میں بطور حق المحنت
دیے جائیں گے بحفاظت رفتہ رفتہ [illegible] کر چکے ہیں سلطانِ
عالم کو واپس دے کے صوبہ اودھ خالی کر دیں گے
بھئی ہم نے تو دنیا بادشاہ اقبال روئے زمین پر
نہیں دیکھا واہ کیا عقل ہے کیا علم ہے کیا طرز حکومت
ہے۔ عمداً اور وہ تو بہانہ تھا۔ بیان کرتے تھے کہ
ملکہ معظمۂ انگلستان اپنے ولیعہد سے خوش نہیں ہیں
وہ ایک ولیعہد کی تلاش میں ہیں۔ عجب نہیں کہ
قبلۂ عالم کو ولیعہدی منظور کرنی پڑے۔
ایک: سچ؟
وزیر: قبلۂ عالم کے نمک کی قسم۔ بھلا خانہ زاد
حضور کے سامنے جھوٹ بول سکتا ہے (آبدیدہ
ہو کے) خدا اُس دن کو نہ دکھے۔
دوسرا: بھئی واللہ خبر تو ہے خوش ہونے کی مگر
جو ایسا ہوا تو قیصر باغ کے بیلے پھیکے پڑ جائیں گے۔
تیسرا: اجی بس پیچ پی ہزار نعمت کھائی۔ لندن
(لندن) کی ولیعہدی بھی کیا چیز۔ بادشاہ کاٹھ کی
مورت ہوتا ہے۔ وزیر وزرا جو چاہتے ہیں کرتے
ہیں۔ بغیر وزیروں نوابوں کے مشورے کے بادشاہ
تنکا بھی توڑ نہیں سکتا۔ آپ اچھے اور اپنا گھر
اچھا۔ گیٹ پٹ کے قربان۔ جان عالم قربان جاؤں
حضور انکار کر دیں نہیں تو غلام بالکل تباہ ہو جائے گا۔
بادشاہ: ارے بھئی تم لوگ جاں نثار ہو۔ تم تو
میرے دم کے ساتھ ہو۔
سب: اللہ رکھے اس دم کو رہتی دنیا تک۔
آمین آمین
بادشاہ: مگر میں نے افواہیں بُری سُنی ہیں۔



یاد اتنی تمہیں دلاتے جائیں
ایک چمچہ ٹنش کھلاتے جائیں

"لو بی بی - اب تو پا بہ رکاب ہوں - پانچ سال تک تمہیں کچھ نہ دیا - یہ چمچہ کھا لو - بھوک تو کم نہ ہوگی مگر ذائقہ بدل جائے گا -"

وزیر: دشمنوں کے منہ میں خاک۔ یہ کون ملعون تھا جس نے حضور میں ایسی بدفالی زبان سے نکالی؟ ذری سامنے تو آئے۔ خداوند حضور کے قدموں کی قسم کھا کے عرض کرتا ہوں یہ دشمنوں کی اُڑائی ہوئی خبر ہے۔ بس لوگ یہ چاہتے ہیں کہ خانہ زاد کسی طرح عتاب شاہی کا مورد ہو۔ یہ تمام باتیں مجھے حضور کی نظروں سے گرانے کے واسطے مشہور کی جارہی ہیں (آنکھوں کو سلسل البول کا عارضہ ہو گیا سر قدموں پر جھک گیا)۔

بادشاہ: ہائیں ہائیں ارے بھئی تم سید ہو کیوں گنہگار کرتے ہو۔ مجھے تمہاری بات کا یقین ہے۔ بادشاہی کا لطف تم ہی اٹھاتے تھے۔ میں نے تو گیروے بستر پر قناعت کی ہے۔ جو کچھ ہے تمہارا ہے چاہے باقی رکھو چاہے لٹا دو۔ اچھا اب اس تذکرے ہی کو جانے ہی دو۔ ذرا شاں کو بلاؤ ذری دلیس الاپیں۔"

دلیس الاپتے ہی الاپتے قبلۂ عالم چند روز کے بعد بےبسی پر مجبور ہوئے وہ وقت آگیا

؎ در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

برس دو برس گزر گئے تو نمک خواران خاص ولی نعمت پر پچھتائے اور لگے ساون گانے ؎

اب کی اللہ واجد علی کو لے آئے۔ سونی پڑی ہے سنسار رے
مال بھی لوٹا دولت لوٹی لوٹ لیا گھر بار رے۔
قیصر باغ کی مسند لوٹی۔ سونا پڑا دربار رے۔
اب کی اللہ واجد علی کو لے آئے........

واجد علی شاہ فاضل بھی تھے شجاع بھی تھے حسین بھی تھے روزہ نماز کے پابند بھی تھے رحم دل بھی تھے۔ شراب خوار نہ تھے۔ صرف موسیقی کے سوار میں دل کی بجلی پھنس گئی تھی۔

وائے بر حال احمد علی شاہ قاچار معزول شاہ ایران انھیں خوشامدی وزیروں مولویوں مصاحبوں نے عقل سے بھی خارج کر دیا ہے واجد علی شاہ مرحوم کلکتہ آباد کرنے کے بعد اپنی حقیقت سے واقف ہو گئے تھے اور احمد علی شاہ کی آنکھیں ابتک بند ہیں چنانچہ

مصری چہرہ نما نے حال ہی میں بعنوان "گنگاش شاہ مخلوع در پاریس" ایک نہایت پرلطف گرمیویو کانفرنس کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو دماغ شاہی کی حالت قابل رحم ہے۔ مناسب ہے کہ ہم اصل کی پوری نقل کر دیں۔

"وقائع نگار سیاسی مخصوص چہرہ نما از پاریس می نگارد:
پاریس ۷ نومبر ۱۹۲۵ء۔

اخبار خلع احمد شاہ و خانوادہ قاچاریہ ساعت ۱۰ ماند بوجود شاہ افسر کرد رنبدہ باد رشیکلم (بیچ) دوستان و صفت خوران اطراف جمع و بنای مذاکرات ذیل را گزاشتند۔

شاہ مخلوع: "ایں چہ خبر مشئوم منحوس است کہ می شنویم۔ راستی؟ راستی؟ ایں خبر صحیح است۔ کہ را قدرت اینگونہ حرفہا بودہ؟"

حاضرین: "بلہ قربان۔ بلہ قربان۔ ایں گونہ کلمات بے اصل و اساس ہمہ روزہ انتشار می شود ولیعد تکذیب می گردد۔ خاطر ملوکانہ مشوش نشود ہمیں زودی تردید ایں خبر بسمع اعلیٰحضرت قدر قدرت خواہد رسید۔"

دیگرے: "خیر خیر۔ ایں حرفہا چیست ملت ایران از قدیم زمان بہ شاہ پرستی معروف و مشہور بودہ۔ در راہ شاہ از جان و مال مضائقہ نمی کنند و حاضر (الحال) ہمہ گونہ فداکاری ہستند......"

دیگرے: "اے دنیا خراب شوی اے آسمان بپاشی۔ اے کوہ پراگندہ گردید۔ اے دریا خشک شوید۔ مملکت بے سلطان مانند چادر بے ریسمان ہرگز بر سر پا نمی ماند و عاقبت بر سر چادر نشینان فرو کوبیدہ شود و ہمہ را ہلاک می کند"

دیگرے: قربان وجود اقدست گردم۔ اعلیٰحضرت ہمایونی در ایران و بیرون ایران فداکار و جاکر جاں نثار بسیار دارند۔ مخصوصاً بطبقہ علمائے اعلام و سادات کرام و روضہ خوانہا کہ ہمہ جیرہ خور بودہ نخواہند گزاشت کہ اعلیحضرت و خاندان سلطنت بروز سیاہ (خدائے ناکردہ و نخواستہ) بیفتند۔ و شاہزادگان عظام کہ در ایران دوداں مانند اگر تاج و تخت از دست بدہد کسے دیگر آنہا را عنقا نخواہد کرد۔ باید بہ علما و شاہزادگان چہ می کنند"

شاہ مخلوع: "بلے چنیں است۔ اطمینان کامل بہ دوستی علما و روضہ خوانہا و سادات دارم چنانچہ سال قبل انہا تحریک شدند و جلوگرفتند۔ فعلاً بنظر ہمایون ما می رسد کہ باید بتصدیاں ایں کار (عزل و خلع) پروٹسٹ کرد"

حاضرین: صداہا را در ہم انداختہ و متفقاً گفتند: "پروٹسٹ! پروٹسٹ!! پروٹسٹ!!!"

پس ازیں شامپانیا (شامپین شراب) طلب شدہ بسلامتی ذات ملکوتی صفات اعلیٰحضرت قدر قدرت ہمایونی جامہارا بہم زدہ و نوشیدہ و یک جا صداہا بلند کردہ:

"زندہ باد شاہنشاہ ایران۔ زندہ باد خانوادہ سلطنت قاچاریہ......"

پس ازیں مقرر شد کہ موقتاً اعلیٰحضرت ہمایونی در پاریس جلوس بفرمایند و چوں وزرائے سابق ہم چند تن در فرنگستان و انگلستان موجود اند۔ خواستہ و تشکیل کابینہ را در پاریس دادہ و از ہماں جا اوامر ملوکانہ صادر گردد"

واقعی اس قسم کی بادشاہی عزل و نصب کے جھنجھٹ سے بے نیاز ہے۔ یہاں پر ہم بھی قائل ہیں

؎ اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
جام جم سے تو مرا جام سفال اچھا ہے

اللہ ری خوش بادری تیغ و تاج قبضے میں نہیں اور کہتے ہیں ہم حکم دیتے ہیں کہ ہمیں بادشاہ سمجھو۔ اس حرکت نے تو دلّی کے شہزادوں اور لکھنؤ کے نواب زادوں کو مات کر دیا۔ جو بات بات پر تخت کی قسم کھاتے اور "آپ ہی میاں ددہ بادہ آپ ہی میاں کھیت کھایا" کرتے پھرتے تھے۔ مثنا جان بادشاہ معزول اودھ کے صاحبزادے چنار گڑھ میں نظر بند تھے۔ فروخ بالشت بھر کی جگہ میں چتر منزل کے نقشہ کی ایک عمارت بنائی تھی جس کا گنبد خاصدان کے برابر تھا۔ زیر گنبد ایک ٹکے دار چوبی تخت بچھایا تھا۔ تخت زینہ دار بھی تھا۔ اپنے ہاتھ سے فرش بچھا کے بیٹھتے تھے۔

مگر وہ نافذ الامر ہونے کا خبط نہ تھا جو علی شاہ تاجدار کی طرح اوامر ملوکانہ صادر نہیں فرمائے تھے یہاں شاہین بازی کا زور ہے۔ کوئی لاکھ معزول کرے بھلا وہ کہیں معزول ہوتے ہیں۔

الغرض از اینجا ثابت شد کہ عزل و خلع بجرم عیاشی ہم قانونے ندارد کہ بر طبائع ہمہ معزولین مستقلاً موثر می شود۔

راقم

تحیر دماغی

مولانا پنچ کی نوٹ بک

جاؤ پوت دکھن وہی کرم کے پھچھن

یہ ایک مثل ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ دکن کی سرزمین پر ہُن برسے تھے۔ ہُن برسنے کی خبر کسی جواری نے جو سنی تو ماں سے دکھن جانے کی اجازت مانگی۔ ماں نے منع کیا مگر یہاں طمع کا بھوت سر پر سوار تھا۔ ہُن لوٹا بستر بدھنا بغل میں دبا کے حضرت چل دیئے۔ پانچ چار مہینے کے بعد اہل وطن نے دیکھا کہ حضرت [illegible] چلے آتے ہیں۔ ماں کو خبر ہوئی ہانپتی کانپتی دوڑی گئی۔ خیریت پوچھی۔ معلوم ہوا کہ ہُن باندھ کے لا رہے تھے لیکن راہ میں چوروں نے مال غنیمت بھی چھڑا لیا۔ اور ذاتی روپیہ پیسہ بھی موس لے گئے۔ ماں نے کہا بیٹا میں تو کہتی تھی:۔

جاؤ پوت دکھن وہی کرم کے پھچھن

کرم کے پھچھن میں تو جوا ہے۔ جو کہیں جیت کر مال جیتا تو پھر یہیں لٹا جاتا۔ پہلے کرم درست کرو پھر ہوس کو دل میں جگہ دو۔ ہندوستان کے مضطرب الاحوال فرزند مسٹر محمد علی اپنے وطن میں ناموری اور مرجعیت کی خاطر یہ سوچ کے یورپ چل دیئے مگر نیت درست نہ تھی ع

پنچ سے پیر ہوئے پیر سے دستگیر ہوئے
دھرم کچھ نہ ہوئے مجیدیوں کے پیر ہوئے

ہر ہر کے رہنما کا سر پھٹا اور جو [illegible] گیا [illegible] جگہ جاتے رہے مگر [illegible] ہے اب ان کو [illegible] نظر آتی ہیں [illegible] قوال کے سب [illegible] پیر بننے کی ہوس

فرماتے ہیں چنانچہ افریقہ کے مصیبت زدہ ہندوستانیوں کی نصرت کا احرام بالفعل باندھا ہے اور کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی ذات افریقی ہندیوں کے نذر کی ہے۔ کیجیو جناب حسرت و غیرہم آپ کے محسود ہندوستان میں تھے۔ دیکھیے افریقہ میں کس غریب پر نا [illegible] نظر بجلیاں گراتی ہے۔ کرم کے پھچھن یہی ہیں تو ماں روتی کو۔

جاؤ پوت دکھن وہی کرم کے پھچھن

کہنے کا حق ہے۔ سچ ہے ع

سکل پدارتھ ہیں جگ ماہیں
کرم ہین نر پاوت ناہیں

بہر حال ہم خوش ہیں کہ جائے مہاتما در افریقہ ہم خالی نخواہد ماند۔ جو کام گاندھی جی سے پورا نہ ہو سکا آپ ہی ختم کیجیے۔

وان کنگرۂ استغنا ہر دم ہے بلندی پر
یاں نالہ کو اور الٹا دعوی رسائی ہے

خلافت کمیٹی کانپور کے جلسے میں دو ڈھائی سو آدمیوں کا مجمع تھا جن میں زیادہ تعداد ان سو کے چندہ دہندوں کی تھی جو فٹ فٹ بول رہے تھے اس پر طرہ یا نوحیت یہ ہیں ہمارے دوست مولانا حسرت موہانی جا پہنچے آپ نے استقبالی خطبہ میں جو کھری کھری سنائی تھی بھلا یہ مجمع اسے کس دل سے سنتا۔ حضرت کا خطبہ کارروائی کے پچھڑنے کو [illegible] گزشت سمجھا گیا مولوی ابو الکلام صاحب نے فرمایا کہ اگرچہ بدگوشت باقی رہے گا تو کمیٹی کے زخم میں زہر باد پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ حبیب الرحمن صاحب نے حق محبت یوں ادا کیا کہ حسرت کی سرگرمیاں خلافت کمیٹی کے اعتماد میں مانع ہیں۔ کجا خدام الحرمین کی شرکت کجا خلافت؟ کوئی ان سے اتنا تو پوچھے کیوں تو مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں تو ہمیں اسکی مرضی گوارا کیجاتی تھی جانے کس بیوقوف نے مولانا حسرت کو بیگ نذرا کے بکھیڑوں میں شامل ہونے کا مشورہ دیا تھا تا فی حاضری کی نقل سے کیا فائدہ۔

ڈھائی درخت ببول کے یہاں باغ میں بیٹھے ہیں

کانگریس کی دھوم دھام میں خلافت کمیٹی کی تو بھی رہ گئی [illegible] لنگا تو جنجال تھی چھوڑ بیٹھ رہا کہ لیتی گویا چلنے والوں کی عنایت سے پیر بھاری ہوگئے مگر ارادے یہ ہیں کہ اب کی بمبئی کے جلسے ملک عرب میں ہوں۔ عراق میں ہوں۔ کابل میں ہوں۔ تخت الثریٰ میں ہوں۔ علی علیین میں ہوں۔ عرش معلیٰ پر ہوں۔ کرسی عقلی پر ہوں۔ پر جبرئیل میں ہوں۔ صور اسرافیل میں ہوں۔ [illegible] کوئی جگہ بچنے نہ پائے۔ محسوسات سے لیکے معقولات تک انھیں دو چار لن ترانی بازوں کا جلوہ نظر آئے۔ اگر اتفاق پسندی کا یہی حال ہے کہ آج حسرت علحدہ ہوئے کل دوسرے نامور سلطان بڑے بڑے نادی کی بیعت نکل جائے۔ تو واقعی مرکزی جگہ بدلنی پڑے گی بجز ہندوستان کے باقی تمام مسلم آبادیوں میں جھیکے [illegible] ہوگی۔ سال حال میں تو یہ کہنے کا موقع بھی مل گیا۔ یہاں باغ میں بیٹھے ہیں۔ لیکن آئندہ [illegible] فی اللہ [illegible] یہاں نظر آئے گا۔ مسٹر [illegible] صاحبی جی [illegible] کا جوڑا بھی [illegible] نہ سہاگ رہے گا نہ سہاگ کی چوڑیاں۔

المختصرات والمفصلات

ایک موجد [illegible] نے اڑتی ہوئی موٹر ۱۹۲۳ء میں ایجاد کی اسکا نام [illegible] ہے موٹر ایک گھنٹہ میں [illegible] میل چلنے پر قادر ہے۔ موجد نے خواہش کی تھی کہ انگلستان کی وزارت اس ایجاد کو خرید کرے مگر جواب صاف ملا۔ ہندوستان آزاد نہیں ہے ورنہ ایجاد [illegible] ہو جائے گی۔ ہمارے نزدیک قبل اسکے کہ موجد کوئی کوئی قانون ہندوستان میں نافذ ہو [illegible] گاڑی روڑا اٹکا [illegible] ہندوستانی دولتمند موجد کی ہمت بڑھائیں کارخانہ کھول دیں۔ [illegible] مقبول ہوجائے آخری نمبر ہے نئے سال کا پرچہ غالباً [illegible] کو شائع ہوگا۔ اس پرچہ میں بھی کانگریس کے حالات پر نظر کیجائیگی۔ بعض [illegible] نمبر کے چھوٹے [illegible] کو [illegible] کارروائی کیجیے۔

سال نو مبارک

[illegible]

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سیر پنچ ہند میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور معروف کتاب ہے

اس کے

حصۂ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصۂ دوم

طبع ہوا ہے۔ حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری نقشۂ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت جلد اول للعہ ۔ قیمت جلد دوم عہ

محصول ڈاک ہر حال میں ذمہ خریدار

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج ہائی کورٹ الہ آباد کے کار آمد بیش بہا لائق مصنفات یہ وہ نادر تصنیفات ہیں جنھوں نے اردو زبان کو علمی بنا دیا ہے ملک کے ہر ایک بچہ کو پڑھائیے اور کام کا آدمی بنائیے اگر خود پڑھیے تو زندگی کی قیمت بڑھائیے۔

افراد کا سبب۔ پیشہ ور کے مطالعہ کی چیز ہے۔ اُردو ۱۲ ار

الدین او سالکون۔ یعنی موازنۂ مذہب و سائنس اُردو ۱۲ ار

علم الاخلاق { مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل تھی اُردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل تھی مجلد قیمت مع محصولڈاک ۱ عہ

امور عامہ۔ عربی فلسفۂ عقلی کا کار آمد متن ہے ۱۲ ار

زائد خریداروں کو کمیشن دیا جائے گا

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ سنہ ۱۹۲۴ء

کی چند مکمل جلدیں دفتر میں برائے فروخت موجود ہیں قیمت فی جلد ہے مع محصولڈاک۔ مشتاقین جلد طلب فرمائیں۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) نقد روپیہ پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچے فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے پُرانا پرچہ واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جن صاحب کو قوت مردی کا کامل اور بے نظیر علاج کرانا ہو تو اس پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔ جواب کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے۔

سید کاظم حسین رضوی متصل غسل خانہ پاٹا نالہ لکھنؤ

احمد خاں صاحب [illegible] خانہ سرکار ریاست رامپور

Ram

کلکتہ کا نادر تحفہ

[illegible] مقبول عام و پسند خاص شاہی زردہ کے بہترین ہونے کی وجہ سے [illegible] شاہی زردہ کے [illegible] خوشنودی کی غرض سے شاہی زردہ کے ایک ڈبہ میں انعامی ٹکٹ شامل کیے ہیں جن صاحب کے پاس [illegible] ٹکٹ جمع ہو جائیں [illegible] معاوضہ میں [illegible] ٹین شاہی زردہ کے مستحق ہونگے۔ [illegible] ایک ٹین شاہی زردہ [illegible] تاجروں کے لیے خاص رعایت ہے۔ ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔

شاہی زردہ۔ پانچ تولہ کا ٹین قیمت ایک روپیہ، دو روپیہ، چار روپیہ، [illegible]

[illegible] قیمت فی سیر [illegible]

[illegible] قیمت فی سیر [illegible]

[illegible] قیمت فی [illegible]

شاہی قوام فی تولہ [illegible]

مشتہر۔ کارخانہ شاہی زردہ مقبول [illegible] نمبر [illegible]

قصہ یا ظرافت کی جان

اردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

چھپوا!

یہ پُر از ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے اس کے صفحات علیحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں [illegible] اودھ پنچ کے خریدار [illegible] مسلسل حاصل کر رہا ہو [illegible] لیکن [illegible] قصہ کی ابتداء [illegible] واقف ہوں گے [illegible] ان کے اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے۔

قیمت [illegible]

مینجر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ